سورہ روم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O | ایت نمبر (۳۱-۳۲)

وَلَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ O مِنَ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَہُمۡ وَ کَانُوۡا شِیَعًا ؕ کُلُّ حِزۡبٍۭ بِمَا لَدَیۡہِمۡ فَرِحُوۡنَ O

ترجمہ: اور نہ ہو جانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعۃ المبارک

[۳ صفر ۱۴۳۲ھ بمطابق 7 جنوری 2011]

عنوان

منبر و محراب کی ذمّہ داریاں

زیر اہتمام: شعبہ دینی امور جوہری ٹرسٹ (جامع مسجد محمدی نئی آبادی اٹاری سروبہ لاہور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمدللہ ہمارا کسی فرقہ کسی مسلک کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت لسانیت فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کیلئے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہٰذا ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے نور قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری اپنی کوتاہی ہے اس ادنیٰ سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کیلئے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کیلئے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بتعاون: محترم جاوید اختر جوہری صاحب صدر جوہری ٹرسٹ

اب آپ خطبہ جمعۃ المبارک انٹرنیٹ پر بھی دیکھ سکتے ہیں:

www.Johritrust.org

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ اَوْفُوْا عَهْدَهٗ

اَمَّا بَعْدُ۔

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

معزز سامعین محترم؛

آج کا خطبہ جمعۃ المبارک کا عنوان ہے منبر ومحراب کی ذمداریاں منبر ومحراب کا کردار اسلام میں ایک خاص حثیت رکھتا ہے افسوس منبر ومحراب سے جو توقعات تھیں وہ پوری نہیں ہوسکیں اسی لیے معاشرہ عدم اطمینان کا شکار ہے امت کی وحدۃ پارہ پارہ ہے منبر ومحراب کی ذمداریاں دو حصوں پر تقسیم ہیں ایک ہے منبر ومحراب کا کردار اور ایک ہے منبر ومحراب کے وارثین یعنی علماء کا کردار؛ آیئے ہم دیکھتے ھیں اسلام میں عالم کس کو کہا جاتا ہے اور عالم کا کردار کیا ہے؛

علم کی قرآنی تعریف

یہاں سے یہ سوال سامنے آتا ہے کہ علم کسے کہتے ہیں؛ سامعین محترم؛ قرآن اس باب میں کیا کہتا ہے وہ کہتا ہے کہ لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ؛ ترجمہ؛ یاد رکھو؛ جس بات کا تمھیں علم نہ ہو اس کے پیچھے مت لگا کرو آیت کا اتنا حصہ بھی کچھ کم حقیقت کشا اور بصیرت افروز نہیں۔ لیکن اس کے بعد کے چند الفاظ نے علم کی ایک ایسی تعریف DEFINITION دے دی ہے جس سے ساری بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے فرمایا۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُلًا۔ (١٧،٣٦) ترجمہ۔ یہ حقیقت ہے کہ تمہاری سماعت۔ بصارت۔ اور فواد ہر ایک پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے آپ نے سمجھا۔ سامعین کہ بات کیا ہوئی؟ قرآن سمع (سننے) اور بصر (دیکھنے) کو انسانی حواس (SENSES) کے معنوں میں استعمال کرتا ہے اور فواد وہ چیز ہے جسے دور حاضر کی اصطلاح میں (MIND) کہا جاتا ہے انسانی حواس سمع۔ وبصر معلومات (DATA) فراہم کر کے انسانی فواد (MIND) تک پہنچاتے ہیں اور فوادان سے استنباط نتائج کرتا ہے تم کارتوس کی آواز سنتے ہو تو فوراً اس نتیجے پر پہنچتے ہو کہ کسی کے گولی لگ گئی اور باہر جا کر دیکھتے ہو کہ جسے گولی لگی ہے وہ تمہارا دوست ہے تو گولی چلانے والے کے خلاف تمہارے دل میں آتش انتقام بھڑک اٹھتی ہے اس تمام واقعہ میں تمہارے سمع۔ وبصر وفواد کی شہادت موجود ہے لہذا یہ علم ہے لیکن اگر آپ بندوق کی آواز سنو۔ نہ کسی کی چیخ۔ نہ اپنے دوست کو تڑپتا دیکھو۔ نہ کسی گولی چلانے والے کو اور یونہی کسی کی بات سن کر ایک شخص کی جان کے لاگو ہوجاؤ تو آپ کا یہ فعل علم پر مبنی نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس میں آپ کی سمع۔ وبصر کی شہادت موجود نہیں آپ نے غور کیا کہ قرآن علم بارے حواس (SENSE PERCEPTION) کو کس اہمیت دیتا ہے۔ یہ دوسری ضرب ہے جو وہ افلاطونی تصور کے خلاف لگاتا ہے اور اسے پاش۔ پاش۔ کر کے رکھ دیتا ہے افلاطون نے کہا تھا کہ حواس کے ذریعے حاصل کردہ علم

پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا قرآن نے کہا کہ جس بات کی شہادت سمع وبصر نہ دے وہ علم پر مبنی ہی نہیں لیکن صرف سمع وبصر ہی نہیں بلکہ ان کے ساتھ فواد بھی۔

علماء کون ہیں؟

اس کے بعد اس نکتہ کی وضاحت کی ضرورت ہی نہیں رہتی قرآن کی رُو سے عالم کسے کہتے ہیں اور علماء سے مراد کون لوگ ہیں لیکن قرآن کریم کا اعجاز دیکھو کہ اس نے اس حقیقت کو خود ہی واضح کر دیا ہے تا کہ اس باب میں کسی قسم کا شبہ یا ابہام نہ رہے قرآن میں علماء کا لفظ صرف دو مقامات پر آیا ہے ایک جگہ سورۃ شعرء میں (۲۶.۱۹۷) جہاں علمائے بنی اسرئیل کا ذکر ہے اور دوسری جگہ سورۃ فاطر میں جہاں خدا کے بندوں میں سے علماء کا ذکر ہے اس تذکرہ کی ابتدء اس طرح ہوتی ہے۔۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا۔۔(ترجمہ) کیا تو نے اس پر غور نہیں کیا کہ اللہ کا قانون کس طرح بادلوں سے مینہ برساتا ہے اور اس سے انواع واقسام کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔۔ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ۔۔۔(ترجمہ) اور پہاڑوں میں کس کس انداز کے سرخ وسفید طبقے ہیں جن کے رنگ اور اقسام مختلف ہیں اور ان میں بعض گہرے سیاہ رنگ کے ہیں۔۔ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ۔۔۔(ترجمہ) وراسی طرح انسانوں اور دیگر جانداروں اور مویشیوں کے بھی مختلف اقسام ہیں آپ نے دیکھا سامعین۔ ان آیات میں کن امور کا ذکر ہو رہا ہے کائنات کے مختلف گوشوں کا بساط فطرت کے متنوع شعبوں کا سائنس کے مختلف علوم کا طبعیات (PHYSICS) نباتیات (BOTANY) طبقات الارض (GEOLOGY) حیوانیات (ZOOLOGY) اور انسانیات کے تمام شعبے اس کے اندر آ جاتے ہیں ان علوم وفنون کے تذکرہ کے بعد ہے۔۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (ترجمہ) حقیقت یہ ہے کہ خدا کے بندوں میں سے علماء ہی وہ ہیں جن کے دل پر اس کی عظمت اور ہیبت چھا جاتی ہے۔۔۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ۔۔۔(۳۵.۲۸.۶۷) کیونکہ وہ علیٰ وجہ البصیرت اس حقیقت کا مشاہدہ کر لیتے ہیں کہ خدا کتنی بڑی قوتوں کا مالک ہے اور کس طرح ایسے عظیم کارگہ کائنات کو ہر قسم کی تخریب سے محفوظ رکھ کر آگے بڑھائے جا رہا ہے آپ نے غور کیا کہ قرآن نے علماء کا لفظ کن لوگوں کے لیے استعمال کیا ہے؟ انہی کے لیے جنہیں ہم آج کی اصطلاح میں سائنٹسٹ اور کائناتی مفکر کہتے ہیں وہ لوگ جو کائناتی نظام کا مطالعہ کرتے اور مسلسل مشاہدات وتجربات کے بعد فطرت کی قوتیں ہمارے لیے مسخر کر رکھی ہیں۔۔۔(وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ) لیکن ان قوتوں کو اپنے کنٹرول میں وہی لا سکتا ہے جو ان قوانین سے واقف ہو جن کے مطابق یہ قوتیں کام کرتی ہیں یہ قوانین فطرت کے مشاہدہ اور مطالعہ اور پیہم تجربات سے معلوم ہو سکتے ہیں جو لوگ ان قوانین کا علم حاصل کرتے ہیں انہیں قرآن علماء کہہ کر پکارتا ہے

ایک شُبہ کا ازالہ

اس مقام پر آپ کے دل میں یقیناً یہ خیال پیدا ہوگا کہ اس بناء پر تو یورپ کی قومیں صحیح معنوں میں مومن و متقی ہیں لیکن یہ خیال صحیح نہیں جماعت مومنین اور گروہِ متقین کے لیے علم الفطرت کی تحصیل نہایت ضروری ہے لیکن یہ سمجھنا غلط ہے کہ ہر وہ قوم جو علم الفطرت حاصل کر لے مومن اور متقی ہو جاتی ہے یہ فرق اہم ہونے کے ساتھ ذرا. باریک بھی ہے اس لئے اسے غور سے سمجھنے کی ضرورت ہے مومن و متقی وہ ہیں جو تسخیر فطرت کے بعد فطرت کی قوتوں کو ان قوانین خداوندی کے مطابق صرف کرتے ہیں جو قرآن میں درج ہیں مومن اور متقی ہونے کے لیے یہ دونوں شرطیں ناگزیر ہیں یعنی (۱) تسخیر فطرت اور (۲) اس کے ماحصل کو قوانین خداوندی کے مطابق صرف کرنا اگر کسی قوم میں ان دونوں شرطوں میں سے کسی ایک شرط کی بھی کمی ہے تو وہ قوم مومن اور متقی نہیں ہو سکتی قرآن.. اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً..

(۲۰۸..۳) کا حکم دیتا ہے یعنی قرآن کے پورے کے پورے نظام کو اپنے اوپر وارد کرنے کا حکم. ہم صحیح معنوں میں مومن اور متقی نہیں کیونکہ ہم میں شرط اوّل (تسخیر فطرت) کی کمی ہے اور جب ہم شرطِ اوّل (تسخیر فطرت) ہی پوری نہیں کرتے تو شرط دوم (قوائے فطرت کا قوانین خداوندی کے مطابق صرف کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اقوام مغرب مومن اور متقی نہیں کیونکہ ان میں شرطِ دوم کی کمی ہے لیکن وہ قومیں اس اعتبار سے ہم سے آگے ہیں کہ انہوں نے تسخیر فطرت سے اپنی طبعی زندگی کو خوشگوار بنالیا ہے اور ہم روٹی تک کے لیے ان کے محتاج ہیں قوائے فطرت کو قوانین خداوندی کے مطابق صرف کرنے کے لیے قرآن کے علم کی ضرورت ہے کیونکہ یہ قوانین خداوندی قرآن کے اندر ہیں یہی وہ (الر اسخو ن فی العلم) ۳.۷) ہیں جو قرآن پر علی وجہ البصیرت ایمان رکھتے ہیں اور تمام امور کے فیصلے اسی کے مطابق کرتے ہیں کہ (مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکَافِرُوْنَ) ۵.۴۴) جو کتاب اللہ کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ مومن نہیں. کافر ہیں. اس کفر کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسانی معاشرہ دولت اور رزق کی فراوانی کے باوجود جہنم بن جاتا ہے جیسا کہ اس وقت یورپ کا حال ہو رہا ہے وہ لوگ سائنس کا اس قدر وسیع علم رکھنے کے باوجود انسانی زندگی کے معاملات کا صحیح حل دریافت نہیں کر پاتے یعنی اس باب میں ان کا سمع وبصر و فواد کچھ کام نہیں دے رہا قرآن کریم نے ایسی ہی قوموں کے متعلق کہا ہے کہ ..وَلَقَدْ مَکَّنّٰھُمْ فِیْمَآ اِنْ مَّکَّنّٰکُمْ فِیْہِ وَجَعَلْنَا لَھُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْئِدَۃً. ہم نے ان قوموں کو دنیا میں اس قدر تمکن عطا کیا تھا انہیں سمع وبصر و فواد بھی عطا کیا تھا لیکن. فَمَآ اَغْنٰی عَنْھُمْ سَمْعُھُمْ وَلَآ اَبْصَارُھُمْ وَلَآ اَفْئِدَتُھُمْ مِّنْ شَیْءٍ اِذْ کَانُوْا یَجْحَدُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ. لیکن جب انہوں نے قوانین خداوندی کی صداقت سے انکار کیا جو. رسولوں کی وساطت سے انہیں ملے تھے تو ان کے سمع وبصر و فواد انہیں تباہی سے نہ بچا سکے. یہ تمام علم ان کے کسی کام نہ آسکا اگر یہ لوگ کائنات کی قوتوں اور فطرت کی بخششوں کو قوانین خداوندی کے مطابق صرف کریں تو وہ جہنم جس میں دنیا اس وقت مبتلا ہے اس جنت میں تبدیل ہو جائے جس کی تلاش میں انسانیت ماری ماری پھر رہی ہے. دیکھا سامعین. اس حقیقت کو قرآن کیسے انداز میں بیان کرتا ہے تم سورۃ یونس کی ان آیات کو پھر اپنے سامنے لاؤ جن میں کہا گیا ہے. کہ جو لوگ کائنات میں غور و فکر سے خدا کے نظام ربوبیت کو اپنے سامنے بے نقاب نہیں دیکھنا چاہتے

اور جو کچھ انہیں یونہی میسر آ جاتا ہے اس پر مطمئن ہو کر بیٹھ جاتے ہیں.. اُولٰٓئِکَ مَاْ وٰھُمُ النَّارُ (۱۰.۸) یہ لوگ جہنم میں رہتے ہیں اس کے بعد ہے.. اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جو لوگ ان کے برعکس آیات خداوندی پر یقین رکھتے ہیں اور اس کے بتائے ہوئے صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوتے ہیں.. یَھْدِیْھِمْ رَبُّھُمْ بِاِیْمَانِھِمْ. ان کا نشو ونما دینے والا ان کے اس ایمان کی بناء پر زندگی کے صحیح نقشوں کی طرف ان کی راہنمائی کر دیتا ہے... تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھِمُ الْاَنْھٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ.... جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خوشگواریوں کے ان باغات میں رہتے ہیں جن کی شادابیوں میں کبھی فرق نہیں آتا... دَعْوٰھُمْ فِیْھَا سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ. اس جنتی معاشرہ کو دیکھ کر ان کے لب پر بے ساختہ پکار آجاتی کہ بار الہا. فی الواقعہ یہ بات تجھ سے بہت بعید تھی کہ تو اس کائنات کو باطل پیدا کر دیتا.. وَتَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلٰمٌ.. اور اس معاشرہ میں ان کی ایک دوسرے کے متعلق آرزوئیں بڑی ہی حیات بخش اور سلامتی افروز ہوتی ہے جو لوگ اس معاشرہ کو قائم کریں گے وہ مسلسل جدو جہد اور پیہم سعی وعمل سے اس کی حدود کو وسیع سے وسیع تر کرتے جائیں گے تا آنکہ آخر الامر یہ تمام نوع انسانی کو محیط ہو جائے گا اور ہر دیکھنے والا پکار اٹھے گا کہ خدا کا یہ نظام ربوبیت کس طرح ہر قسم کی حمد وستائش کا سزاوار ہے... وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۱۰.۹.۱۰) یہ نتیجہ ہوتا ہے فطرت کی نعمتوں کو خدا کے قانون کے مطابق صرف اور تقسیم کرنے کا..

حرفِ آخر

ان تصریحات سے یہ حقیقت آپ کے سامنے آگئی سامعین. کہ اگر ہم اپنے معاشرہ کو قرآنی خطوط پر متشکل کرنا چاہیں تو اس کے لیے ضروری ہو گا کہ ہم اس قسم کے ریسرچ سکالرز اور سائنسدان پیدا کریں جو انفس و آفاق کے ہر شعبے میں قوانین فطرت کے مشاہدات و تجربات سے فطرت کی قوتوں کو مسخر کرتے جائیں اور اس کے ساتھ وہ قوانین خداوندی جو قرآن کے اندر محفوظ ہیں اس طرح عام کیے جائیں کہ فطرت کی ان قوتوں کو قوانین کے مطابق تقسیم اور استعمال کرنے میں کوئی دقت نہ ہو یہی وہ لوگ ہیں جنہیں قرآن کی رُو سے علماء کہا جائے گا جب تک علم اور علماء کے متعلق ہمارا موجودہ تصور نہیں بدلتا خدا تک پہنچنا تو ایک طرف. ہم زندہ قوموں کے زمرے میں بھی شامل نہیں ہو سکتے

؛وَفِیْھَا اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ....

دُعائیں

اے رب العرش العظیم ہماری آنکھوں کی روشنی کو قرآنی الفاظ سے تیز فرمادے

اے رب العرش العظیم ہمارے کانوں میں اپنے دین کی مٹھاس بھر دے

اے رب العرش العظیم ہماری زبانوں کو اپنے نور کی مٹھاس سے بھر دے

اے رب العرش العظیم ہمارے دلوں کو اپنے نور سے منور فرما دے

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن صور پھونک دیا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائینگے

اے رب العرش العظیم اس دن کی رسوائی سے بچا جس دن ساری انسانیت آپکی عدالت میں جمع ہوگی

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن حساب کتاب کے بعد اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن چہرے سیاہ کر دیے جائینگے

اے رب العرش العظیم ہماری مدد فرما

اے رب العرش العظیم ہمیں سیدھا راستہ دکھا

فا نصر علی القوم الکافرین

فانصرعلی القوم الظالمین

فا نصر علی القوم المشرکین:

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسدان بھی مسلمان تھے دنیا میں ہر نئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جارہی ہے آیئے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تا کہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گم شدہ علمی میراث واپس مل جائے اور عظمتِ رفتہ بحال ہو جائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے امین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ: